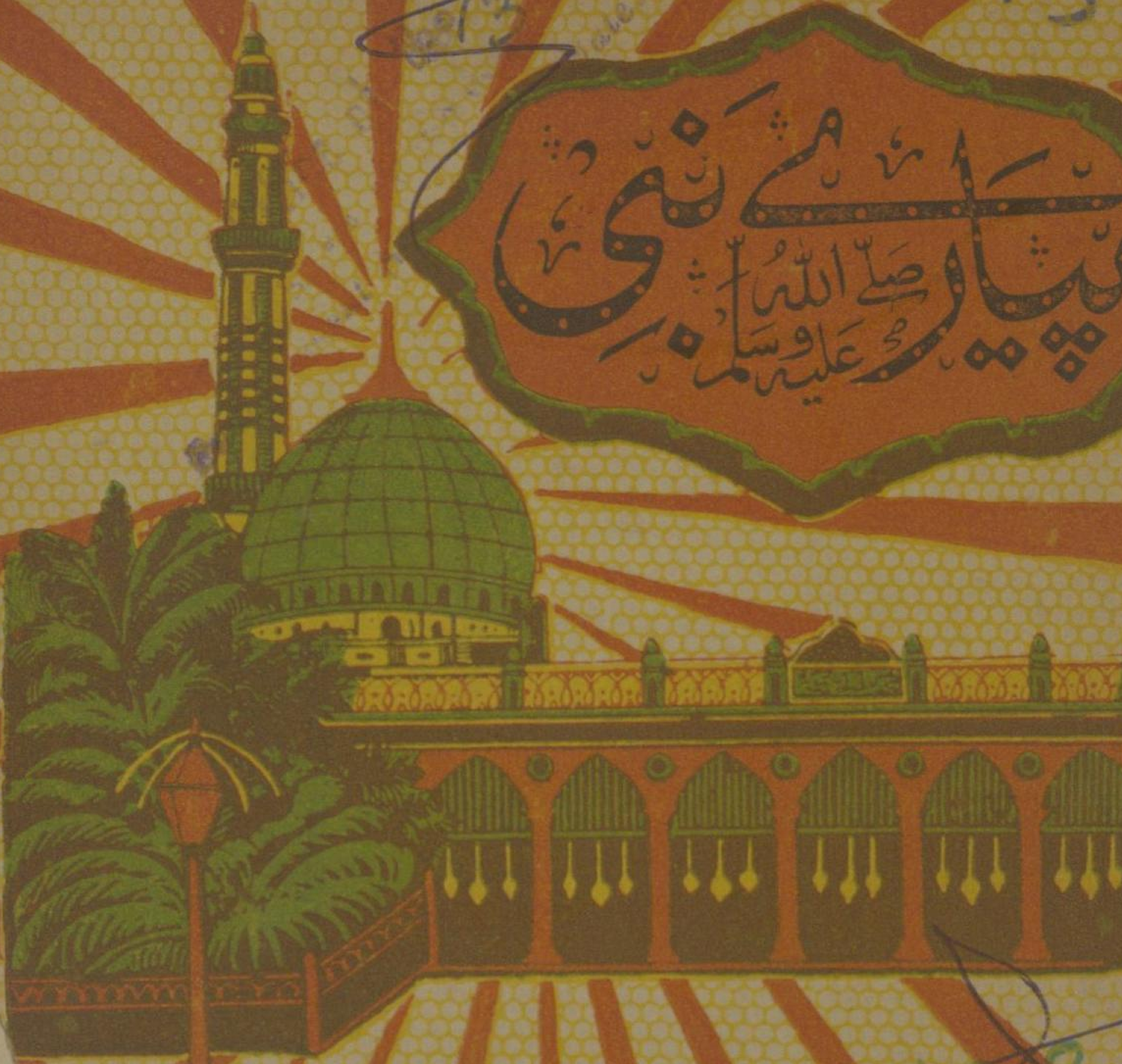
پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم



مرتبہ

محمد عبدالستار حامد

ناظم مجلس سیرتِ خیر الانام * م

عقائدِ اسلام

از

محمد عبدالستار حامد

*

" اِسلام کا سب سے پہلا حکم ایمان ہے، ایمان کی سب سے بڑی خاصیت اور علامت حُبِ الٰہی ہے"۔ ———— *

اِسلام دُنیا میں خدا تعالےٰ کا آخری پیغام ہے، وہ دنیا میں دین کی تکمیل ہے، وہ اپنے پیغمبر علیہ السّلام کے الفاظ میں دینِ الٰہی کی عمارت کا آخری پتھر ہے، وہ فطرت ہے، اور فطرت کے مطابق ہے، وہ دُنیا میں اُس وقت امن وصلح کا پرچم لہراتا ہوا آیا، جب دنیا خاک و خون میں لتھڑی ہوئی تھی، وہ اُس کا مُنادی ہے جو رحمِ مجسّم، عدلِ مجسّم، نیکیِ محض، خیرِ کُل اور امن وامان ہے، وہ ظلم وستم، بے اطمینانی واِضطراب اور شک وشبہ کے طوفانوں سے بھاگے ہوئے امن وسکون کے طلب گاروں کو ایک ہی پناہ کی جگہ بتاتا ہے۔

فَفِرُّوٓا اِلَی اللہِ ہ ہر طرف سے بھاگ کر اللہ کی طرف آجاؤ

...م مُتکلمِ ازل کا آخری پیغام * تمام بنیادی اور اصولی عقائد کا مجموعہ

عقائدِ اسلام

...عمدہ کتابت، نفیس طباعت، بہترین کاغذ، اور شاندار جلد

...سائز:- ۲۰×۳۰/۱۶، صفحات ۶۴ ہدیہ:- ایک روپیہ

...س سیرتِ خیر الانام ○ شبستانِ جاوید ○ نشتر روڈ ...تان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ

محمد عبدالستار حامد

ناظم مجلس سیرتِ خیر الانام ملتان

سیرتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

پر یہ کتاب بعنوان

پیارے نبیؐ

پیشِ خدمت ہے

جسے

ناظمِ اعلیٰ مجلسِ سیرتِ خیر الانام ملتان
نے چھپوا کر شبستانِ جاوید شاہراہِ نشتر
ملتان سے شائع کیا

ارمغانِ نیاز بحضورِ خواجۂ کونینؐ

مونسِ انساں، ہمدمِ یزداں صلے اللہ علیہ وسلم
مصدرِ عرفاں، مخزنِ ایماں، صلے اللہ علیہ وسلم

ختمِ نبوت، ختمِ رسالت، شانِ ولایت، شانِ ہدایت
آیاءِ رحمت، حاملِ فرقاں صلے اللہ علیہ وسلم

برتر و افضل، ارفع و اعلیٰ گھونگریالے گیسوؤں والا
فخرِ میحا، رشکِ سلیماں صلے اللہ علیہ وسلم

درسِ اخوت اس نے دیا ہے مشرق و مغرب ایک کیا ہے
خادم و آقا ہو گئے یکساں صلے اللہ علیہ وسلم

سامنے اس کے سربگریباں شوکتِ ایراں، حکمتِ یوناں
اس کی نظر سے کفر ہے لرزاں صلے اللہ علیہ وسلم

نجمِ سحر میں جلوہ اس کا، شمس و قمر میں اس کی تجلّیٰ
ذرہ ذرہ اس کا ثنا خواں صلے اللہ علیہ وسلم

باغِ جناں ہے کوئے محمدؐ لے چل اے دل سوئے محمدؐ
کافی ہے ان کا سایۂ داماں صلے اللہ علیہ وسلم

پیارے نبیؐ

پیارے نبیؐ — صفحات — ۸۰ اسّی

سائز — ۲۰×۳۰/۱۶

طباعت — آفسٹ اور بلاک

مطبع — نوائے وقت پرنٹرز لاہور

تعداد — دو ہزار

قیمت — ۹۹ ننانوے پیسے

زیر اہتمام — ناظم اعلیٰ مجلس سیرت خیر الانام ملتان

مقام اشاعت — شبستان جاوید شاہراہ نشتر ملتان

ہر اخبار فروش اور ہر بک سٹال سے حاصل کر سکتے ہیں

ٹائیٹل پرویز پرنٹنگ پریس ملتان میں چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلسِ سیرتِ خیرُ الانام

تعارُف

موجودہ پُرفتن دور میں جب کہ ہر طرف زندیقیت اور لامذہبیت کے بادل منڈلا رہے ہیں اور دنیائے انسانیت چند خود غرض افراد کے خانہ ساز نظریوں اور حرص و ہوس کا شکار ہو کر جنگ و جدل فساد و بدامنی میں مبتلا ہو چکی ہے اور اب امن و سلامتی کے لیے سرگرداں نظر آ رہی ہے یہ امن سوائے اسلام اور حضرت آقائے نامدار احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے ہی میسر آ سکتا ہے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور بتائے ہوئے لائحہ عمل میں انسانیت کو امن، سلامتی اور حیاتِ نو مل سکتی ہے۔

وقت کا اہم اقتضا یہی ہے کہ حضور ہادیٔ دو عالم سرکارِ مدینہ سرورِ کائنات کی سیرتِ مُطہرہ کے ساتھ ساتھ ان کی پاکیزہ تعلیمات

کی عالمگیر اشاعت کی جائے تاکہ اسلام کی سچی تعلیم اس کی راہ بھٹکی ہوئی دنیا کے سامنے رہے اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہے ۔

اس ارفع و اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے ملتان کے چند اہل دل اور مخلص احباب نے تمام ملکی، سیاسی اور فرقہ وارانہ الجھنوں سے الگ تھلگ ہو کر صرف اور صرف سیرتِ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے ایک جماعت قائم کی ہے جس کا نام مجلسِ سیرتِ خیر الانام ملتان رکھا گیا ہے ۔

اس مقدس جماعت کے حسب ذیل مقاصد متعین کئے گئے ہیں

۱ — اس مجلس کا نام "مجلسِ سیرتِ خیر الانام ملتان" ہو گا اور اس کا صدر دفتر ملتان میں ہو گا۔

۲ — سرورِ کائنات فخرِ موجودات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت سے عوام کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص روشناس کرانا ۔

۳ — حضور ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی اور سیرت مطہرہ کی روشنی میں عقائدِ اسلام اور اعمالِ صالحہ کی ترویج

۴ — اسلام کے مقدس اور بنیادی اصولوں کی نشر و اشاعت و تبلیغ ۔

طریقِ کار

۱ــــ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اُجاگر کرنے کے لیے مجلس کے زیرِ اہتمام ایک ماہانہ رسالہ کا اجرا جس میں ہر مکتبۂ فکر کے اکابر علمائے کرام اور مشائخ عظام اور سیرت نگار حضرات سے مضامین حاصل کر کے نہایت خوبصورت انداز میں بہترین اہتمام کے ساتھ شائع کرنا۔

۲ــــ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات کو مختلف عنوانات کے تحت چھوٹے چھوٹے دیدہ زیب معیاری رسائل کی صورت میں طبع کرا کر سستے داموں مُہیا کرنا۔

۳ــــ مختلف اوقات میں تبلیغی اجتماعات منعقد کرانا۔

۴ــــ سال میں ایک بار سیرت کانفرنس کا انعقاد جس میں علمائے کرام اور مشائخ عظام کو مدعو کر کے مواعظِ حسنہ سے مستفیض ہونا۔

درجِ بالا طریقِ کار کے پیشِ نظر "مجلسِ سیرت خیر الانام ملتان" کی طرف سے یہ کتاب بعنوان "پیارے نبی" پیش کی جا رہی ہے۔

مستقبل میں ہمارا قصد یہ ہے کہ پاکستان کے ممتاز اور جید اربابِ قلم سے سیرت مطہرہ پر مقالات حاصل کر کے اعلیٰ کتابت و طباعت

کے ساتھ پیش کریں جو تحقیق و اجتہاد اور دیگر محاسن کی جملہ خصوصیات سے آراستہ و پیراستہ ہوں اور جن کو وقت کے تقاضوں کے اعتبار سے زیادہ موزوں اور مفید سمجھا جائے۔

اے ربّانی عشق کے طلب گارو!

اگر واقعی تمہارے دل فانی محبت سے ہٹ کر کسی باقی کی محبت کے خواہش مند ہیں

اگر درحقیقت تمہیں ازلی و ابدی محبوب کی تلاش ہے

اگر دراصل تمہارا جسم نہیں بلکہ تمہاری رُوح کسی کی محبت کی سرشاری کے لئے بیتاب ہے تو آؤ کہ یہ دولت صرف اسلام اور آقائے نامدار محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے آستانہ پر بٹ رہی ہے، اور اسی خزانہ سے مل رہی ہے۔

جو کچھ اسلام کی تعلیم ہے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی زندگی ہے، عام مسلمانوں میں پیغمبرِ اسلام کا لقب "حبیبِ خدا" ہے دیکھو کہ حبیب و محبوب میں خُلّت اور محبت کے کیا کیا ناز و نیاز ہیں، آپ خشوع و خضوع کی دعاؤں میں اور خلوت کی ملاقاتوں میں کیا ڈھونڈتے اور کیا مانگتے تھے، کیا چاہتے اور کیسے سوال کرتے تھے؟ امام احمدؒ اور بزارؒ نے مسندوں میں ترمذیؒ نے جامع میں، حاکمؒ نے مستدرک میں اور

طبرانی نے معجم میں متعدد صحابیوںؓ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں میں محبت الٰہی کی دولت مانگتے تھے ۔

"میں تیری محبت مانگتا ہوں اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے اس کی محبت اور اس کام کی محبت جو تیری محبت سے قریب کر دے"۔

سرورِ کائناتؐ ایک مجلس میں تشریف فرما ہیں، ایکؓ صحابی چادر میں ایک پرندہ کو مع اس کے بچوں کے لاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہؐ! میں نے ایک جھاڑی سے اٹھا کر ان بچوں کو کپڑے میں لپیٹ لیا، ماں نے یہ دیکھا تو میرے سر پر منڈلانے لگی میں نے ذرا سا کپڑے کو کھول دیا تو وہ فوراً بچوں پر گر پڑی"۔ ارشاد ہوا کیا بچوں کے ساتھ ماں کی اس محبت پر تم کو تعجب ہے، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، جو محبت اس ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے خدا تعالےٰ کو اپنے بندوں کے ساتھ بدرجہا زیادہ ہے

خدا تعالیٰ کی محبت اور پیار کے مدعی تو بہت ہو سکتے ہیں مگر اس غیر محسوس کیفیت کی مادی نشانیاں اور ظاہری علامتیں اس کے احکام کی پیروی اور اُس کے رسولِ مقبول کی اطاعت بھی ضروری قرار دی گئی ہے، خدا تعالےٰ کے رسولؐ کو اِس اعلان کا حکم دیا گیا قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :-

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آلِ عمران)

"اگر تم کو خدا سے محبت ہے تو میری پیروی کرو، کہ خدا بھی تم کو پیار کرے گا۔"

زمانہ میں عزت ہے عُقبیٰ میں جنّت
اگر تم نے مانا پیامِ محمّدؐ

بندۂ عاجز

محمّد عبد الستار حامد

اِنسانیّت کے محسنِ اعظم

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ　　کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ　　صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

اسلام کے بانی اعظم کی رُوح ہم سے مطالبہ کر رہی ہے کہ پاکستان کا خواب دیکھنے والو! اسلامی حکومت اور اسلامی سیاست کے جن نعروں کے ساتھ لاتعداد قربانیوں کے نتیجے میں بارگاہ خداوندی سے تمہاری دُعا مستجاب ہوئی ہے۔ ان نعروں کو عملی تشکل دینے کے لیے تم میرے اسوۂ حسنہ کو اختیار کرنے کے لیے کیا کر رہے ہو؟

اب ہمیں اس سوال کا جواب دینا ہے، اپنے دلوں کو ٹٹولنا ہے اپنے آپ سے پوچھنا ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں، کہاں جانا چاہتے ہیں اور کہاں پہنچ چکے ہیں؟

دنیا کی تاریخ میں بہت سی بڑی بڑی ہستیوں کے نام ملتے ہیں۔ کسی نے میدان جنگ کے جرنلوں میں اپنا نام پیدا کیا، کوئی حکومت و سیاست کی بساط پر عظمت کا تمغہ لگائے کھڑا ہے، کوئی علم و سائنس

کی دنیا میں عزت و سربلندی کی اونچی مسند پر بیٹھا ہے۔ لیکن کیا کوئی ایسی ہستی بھی ہے جو بیک وقت فلسفے کے اونچے مقام پر بیٹھی ہو۔ اور میدانِ کارزار کے کمانداروں پر بھی بھاری ہو، جو ایک ہی وقت میں حکیمِ سیاست بھی ہو اور حکیم روحانیت بھی، جس کو خانقاہوں کے پیرِ طریقت نے بھی امامت کی مسند پر بٹھایا ہو اور جس کے لیے بڑے بڑے تاجداروں نے بھی اپنا تخت چھوڑ دیا ہو، جس کا ایک ہاتھ سیاست و معیشت کی اہم گتھیوں کو سلجھا رہا ہو۔ اور دوسرا ہاتھ انسانیت کی زخمی رُوح پر روحانیت کا مرہم رکھ رہا ہو جس نے شہنشاہوں کی رعونت کو خاک میں ملا دیا ہو اور فلسفیوں کی لاعلمی کو چراغِ ہدایت دے کر ایک نئی زندگی سے آشنا کیا ہو؟ ۔ جو بیک وقت شیخِ طریقت بھی ہو اور امامِ سیاست بھی جس نے انسانی دلوں سے بے بصیرتی کا زنگ بھی دور کیا ہو اور مخلوق کی معیشت و معاشرت کا نیا سانچہ بھی ڈھالا ہو جس کے فلسفۂ سیاست و معیشت کے بعض نکتوں کی تہ تک پہنچ کر روسو، مارکس اور والٹیر نے زندگی جاوید حاصل کر لی ہے جس کے اقتصادی اُصول کی صرف ایک جھلک سے آشنا ہو کر اشتراکیت و اشتمالیت کے داعی آج ساری دنیا کو للکار رہے ہیں جس کے آداب معاشرت و تہذیب کے چند ادھورے خاکے اُڑا لینے پر یورپ و امریکہ کی دُنیا خود

کو مہذب ترین سمجھ رہی ہے جس کے روحانی آئینے سے ایک ادنیٰ سا پرتو قبول کر لینے کے بعد آج بڑی بڑی خانقاہوں اور آشرموں والے دنیا میں معلم اخلاق اور مہاتما بنے پھر رہے ہیں۔

ناواقفیت اور جہالت کی بات تو دوسری ہے۔ ایک اندھا اگر رنگ کو نہ دیکھ سکے پھول کی رعنائی کو سمجھ نہ سکے اور پھولی ہوئی شفق کے حُسن کو نہ جان سکے تو اس سے رنگ کی رنگینی، پھول کی رعنائی اور پھُولی ہوئی شفق کی دلکشی میں فرق نہیں پڑ سکتا۔ اس لئے جو لوگ آج یہ نہیں سمجھتے کہ سیاست، معیشت، معاشرت و تہذیب اور رُوحانیت و اخلاق کے تمام مُعلموں کا مُعلم، تمام قائدوں کا قائد، تمام رہبروں کا رہبر صرف وہ عظیم الشان اسوۂ حسنہ ہے جسے دُنیا محمدؐ کی طرف منسوب کرتی ہے تو یہ خود ان کی بے بصیرتی اور بے خبری ہے جس کا نقصان خود اُنہی کو اُٹھانا پڑیگا۔

جب دُنیا گھُپ اندھیاری میں ٹاپک ٹوئیاں مار رہی تھی جب ہر شخص ایک نیا راگ الاپ رہا تھا، اور ہر گوشے سے متضاد آوازیں اُٹھ رہی تھیں، جب خدا کی مخلوق مختلف قسم کے فرعونوں اور نمرودوں کی مشقِ ستم کا تختہ بنی ہوئی تھی، اور جب ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس وقت خدا کے اس برگزیدہ بندے نے عرش سے اُتر کر

اور عرشیوں کو ساتھ لے کر نہیں ــــ بلکہ عام انسانوں میں سے اٹھ کر خدا کی عام مخلوق کو آواز دے کر انسانی زندگی کو روشن کرنے کے لئے وہ چراغ جلایا جسے آج دنیا اسلام کے نام سے پکارتی ہے۔ اور پھر اس چراغ کی روشن کرنوں سے دنیا کے ہر تاریک گوشے میں حقیقی زندگی کی ایک نئی روح پھونک دی۔

اس وقت سے لیکر آج تک تاریکی کی طاغوتی طاقتیں، وہ طاقتیں جو اپنے سیاہ کارناموں کو تاریکی ہی میں انجام دے سکتی ہیں اس چراغ کو گل کرنے کے لئے مختلف طریقوں سے کوشش کر رہی ہیں جس سے اس کی لَو کبھی ہلکی تو ہو جاتی ہے، لیکن بالکل بجھائی نہیں جا سکی ہے۔ اور نہ بجھائی جا سکتی ہے۔

آج دنیا پر پھر طاغوتی طاقتیں اپنی تمام تاریکیوں کے ساتھ چاروں طرف سے سمٹ سمٹ کر حملہ کر رہی ہیں۔ لیکن داعیٔ اسلام کے نام لیواؤں کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم مقدس تاریخ کے تقدس کو سامنے رکھ کر یہ سوچیں کہ اگرچہ داعیٔ اسلام اپنے جسد ظاہری کے ساتھ آج ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن ان کا جلایا ہوا چراغ موجود ہے اور اگر اس کی روشنی طاغوتی طاقتوں کے پھیلائے ہوئے دُھند، کُہر اور دھوئیں سے کچھ ہلکی پڑتی جا رہی ہے، تو یہ ہمارا فرض ہے کہ داعیٔ اسلام کی جانشینی

کے فرائض سرانجام دیکر اس روشنی کو پھر تمام کثافتوں اور آلودگیوں سے پاک کریں ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے آج اپنے فرائض کی اس پکار کو سنے اور سوچے کہ دنیا کی اس عظیم الشان ہستی کی امت میں شامل ہونے سے اس پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اسے کہاں تک پورا کر رہا ہے۔

داعی اسلام کا پیام کسی خاص فرقے یا قوم کے ساتھ مخصوص نہیں یہ خدا کے تمام بندوں پر حاوی ہے اور اسی پیام کی صحیح بجا آوری میں انسانیت کی مادی و روحانی راحتیں پوشیدہ ہیں لیکن بدنصیبی سے آج دنیا نہیں سمجھتی کہ اس کے سامنے کونسا نسخہ اکسیر ہے؟ اور یہ کام ہمارا۔ ہم مسلمانوں کا ــــ ہے کہ دنیا کی آنکھوں سے غفلت کی اس پٹی کو اتاریں اور بتائیں کہ اسلام اشتراکیت نہیں۔ مگر اشتراکیت سے کہیں زیادہ خدا کی مخلوق کو معاشی سہولتیں فراہم کرتا ہے اسلام جمہوریت نہیں، لیکن جمہوریت سے کہیں زیادہ فرد اور جماعت دونوں کو آزاد سیاست سے مالا مال کرتا ہے۔ اسلام رہبانیت یا سنیاس نہیں لیکن رہبانیت و سنیاس کے شیدائیوں سے کہیں زیادہ روحانی سربلندی کا سامان فراہم کرتا ہے۔ کیا آج مسلمان اس پیام کو یاد کرینگے، آج دنیا کی نگاہیں پاکستان کی نئی حکومت پر صرف اس نقطہ نظر سے لگی ہوئی ہیں کہ داعی اسلام کے انقلاب آفریں پیام کو عملی جامہ پہنانے میں ہم کیا کمال دکھاتے ہیں

عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صلے اللہ علیہ وسلم

مُوسیٰ زہوش رفت بیک جلوۂ صفات
تو عینِ ذات می نگری و در تبسّمی!

اس کرۂ ارضی پر لیل و نہار کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جس میں موذّن کی پکار گوشِ فلک کے پردوں سے نہ ٹکراتی ہو اور اس اذان میں باوازِ بلند یہ نہ کہا جاتا ہو کہ

اللہ بہت بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور
کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں

کیونکہ شب و روز کے چوبیس گھنٹوں کے ہر لحظہ میں ربع مسکون عالم کے کسی نہ کسی خطے میں نماز ہائے پنجگانہ میں سے کسی نہ کسی نماز کا وقت ہونا ضروری ہے اور دنیا کا کوئی خطّہ ایسا نہیں جہاں اللہ کے آخری رسول محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وسلم (با آبائنا ھو و امّھاتنا) کا کلمہ پڑھنے والے لوگ موجود نہ ہوں، اور شب و روز میں پانچ دفعہ بلند آواز سے اذان

دے کر نماز باجماعت ادا نہ کرتے ہوں، زمین کی گردش جو شب و روز کو بنانے کا باعث ہے، کچھ اس طرح کی ہے کہ لیل و نہار کے ہر لحظہ میں کرۂ ارضی کے گرد ہر نماز کا وقت بھی گردش کرتا چلا آتا ہے اور سورج یا زمین کی گردش کے ساتھ ساتھ لمحہ بہ لمحہ اسلام کے مؤذن اللہ کی بڑائی، اس کی وحدانیت اور محمدؐ کی رسالت کا اعلان بآوازِ بلند کرتے چلے جاتے ہیں، اللہ نے کرۂ ارضی پر وقت کی رفتار کا یہ قانون بنا دیا کہ وقت کی ہر آن دنیا کے کسی نہ کسی حصے میں موجود رہے اور حکمتوں اور قدرتوں والے اسی پروردگار نے اپنے دین کو وہ فروغ دیا کہ ربع مسکونِ عالم کا کوئی خطہ اللہ کی توحید اور محمدؐ کی رسالت کا کلمہ پڑھنے والوں سے خالی نہ ہو۔ اللہ نے اپنے آخری نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا:۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ — ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا۔

اللہ کا یہ وعدہ جو اس نے اپنے حبیبؐ سے کیا تھا، جس شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے وہ اس ایک متذکرہ صدر مثال ہی سے ظاہر ہے۔ کہ شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں سے کوئی لمحہ اللہ کے رسولؐ کے اس ذکر بالجہر سے خالی نہیں جس میں ہزاروں اور لاکھوں آوازیں پکار پکار کر اعلان کرتی ہیں کہ:۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں"۔

قمری مہینے ربیع الاول کی بارھویں تاریخ اللہ کے اسی آخری نبیؐ اور رسولؐ کے میلاد کی تاریخ ہے جس نے انسان کی نوع کو جہالت اور جاہلیت کی ظلمتوں سے باہر نکالا اور علم و عرفان کے نور سے مالا مال کر دیا۔ آج ہم یعنی روئے زمین کے مسلمان اسی مبارک تاریخ کی آمد پر عید کا جشن منا رہے ہیں۔ یہ مبارک تاریخ صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ سارے عالم انسانیت کے لیئے بلکہ (اس نکتہ کو ارباب نظر و اہل بصیرت ہی جانتے ہیں) ساری کائناتِ ارضی و سماوی اور اس کی گوناگوں موجودات کے لیئے عید کا دن ہے کیونکہ اسی تاریخ پر اس پیکرِ قدسی کا ظہور ہوا، جو رب العالمین کی جملہ مخلوقات کے لیئے رحمۃ للعالمین ہے۔

عہد رسالت نوع انسان کی تاریخ میں تیرہ و تار شب کے بعد آفتابِ عالمتاب کی حیثیت رکھتا ہے جس کی روشنی میں نوعِ انسانی کی ہر گونہ ترقی، تہذیب، تزکیہ اور تمدن کا دن چڑھا نوعِ انسانی کی تاریخ کا مطالعہ کرنیوالے اس حقیقت سے اچھیطرح آگاہ ہیں کہ عہدِ رسالت سے پہلے انسان کی نوع لاکھوں اور کروڑوں سالوں سے کس حال میں زندگی بسر کرتی چلی آتی تھی اور اللہ کے آخری رسولؐ کی تعلیمات کے اجراء کے بعد چند گنتی کی صدیوں میں وہ اپنی اخلاقی اور معاشرتی اصلاح، اپنی علمی اور عرفانی ترقی اور اپنے تمدن کی مسعودی کے لحاظ سے کہاں

سے کہاں پہنچ گئی۔ تاریخ کا مطالعہ ظاہر کر دے گا کہ حضرت محمدؐ مُصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم (ہما باپنا ہو وامہاتنا) کے دین نے نوعِ انسانی پر ہر قسم کے شرف اور ہر نوع کی ترقی کے دروازے کھولدیئے اور انسان کی روحانی، فکری، عرفانی اور عملی قوتیں جو اس سے پہلے ممکنات مضمر کیطرح سوئی پڑی تھیں، یک لخت بیدار ہو کر انسانیت کو اپنے نقطہ معراج کی طرف لے جانے کے لیئے لگ گئیں، نوع انسانی کی اسی نئی جدوجہد کا نتیجہ انہی صورتوں میں جلد ظاہر ہو کر رہے گا، جو اللہ نے اپنے آخری نبی کی وساطت سے بتادی ہیں۔ کیونکہ ظہور رسالت کے بعد انسان کی ہر گونہ ترقیات کی رفتار بہت تیز ہو گئی ہے اور وہ دن یوم الفصل وہ یوم الدین جلد آنیوالا ہے، جو انسان کے سفر حیات کی آخری منزل ہے جس میں نوع انسانی اپنے عملوں اور اپنی محنتوں کے اثمار حاصل کرے گی اور ہر فرد وہ جگہ پائے گا جس کا وہ صحیح طور پر مستحق ہے

گذشتہ تیرہ سو اسّی سال کی تاریخ اس حقیقت کو جریدۂ عالم پر ثبت کر چکی ہے کہ حضرت محمدؐ صلعم کے بتائے ہوئے دین پر چلنا ہی انسان کے لیئے انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے دنیاوی اور اُخروی فلاح دلانے کا ضامن ہے جس دور میں اس دین پر چلنے والے اور اس کی حقیقتوں کو پہچاننے والے افراد کیفیت و کمیت کے لحاظ سے زیادہ ہوتے

ہیں، وہی دورِ نوعِ انسانی کے لئے سعادت و کامرانی کا نسبتاً بہتر دور ثابت ہوتا ہے اور جس دور میں اس دین سے اعراض کرنے والے یا اس کے احکام کو پسِ پشت ڈالنے والے لوگوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ وہ انسانوں کی جمعیتوں پر طرح طرح کی آفات لانے کا موجب بن جاتا ہے دورِ حاضر کا انسان دینِ حقہ سے اعراض کرنے کے باعث ایسی مشکلات میں مبتلا ہو چکا ہے جس سے باہر نکلنے کی اُسے کوئی صورت نظر نہیں آتی ان مشکلات پر قابو پانے کی ایک ہی صورت ہے کہ اقوامِ عالم محمدؐ کے دین کو سمجھنے اور اس سے روشنی لینے کیطرف متوجہ ہوں جو نوعِ انسانی کو امن و سلامتی، اخوت و مساوات شرفِ انسانیت ہمدردی و رواداری اور باہمی عدل و انصاف کا پیغام دیتا ہے اور اقوام عالم اس راہِ نجات کی طرف اسی صورت میں راغب ہو سکتی ہیں جب اسلام کے نام لیوا اپنے اخلاق و اطوار کو اللہ کے احکام اور رسول اللہؐ کے اسوہ کے مطابق بہتر سے بہتر بنا کر اقوام عالم کے سامنے برتر انسانیت کا نمونہ اور معیار پیش کر دکھائیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیارے نبیؐ

عرب: ۔عرب کے تین جانب سمندر اور شمال کی طرف ملک شام ہے اس لئے اس کو جزیرہ نما کہتے ہیں ۔عرب کا ملک جرمنی اور فرانس سے چوگنا زیادہ وسیع ہے ، طول پندرہ سو میل اور عرض سات سو میل کے قریب ہے مگر ملک کا اکثر حصہ ریگستان ہے جہاں نہ کچھ بارش ہوتی ہے اور نہ کچھ پیدا ہوتا ہے ۔

عرب میں پہاڑ بھی بہت ہیں لیکن خشک ہیں اس لئے ان پہاڑوں سے کوئی بڑا دریا بھی نہیں نکلتا ، ملک کے بیچ میں ریت کے ٹیلے اور لق و دق میدان و بیابان ہیں ۔

یہ ملک کئی حصوں میں منقسم ہے اس کے ایک حصہ کو جو یمن سے شمال کی طرف واقعہ ہے حجاز کہتے ہیں ، اسی حجاز کے سب سے بڑے شہر مکہ میں اب سے کوئی چودہ سو برس پہلے خدا تعالےٰ کے آخری نبی اور ہمارے

آقا حضرت محمد صلعم کی ولادت ہوئی۔

(۲) شہر مکہ کی بنیاد خدا کے آخری نبیؐ کے آنے سے کئی ہزار برس پہلے ایک مشہور پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی تھی اور انہوں نے سب سے پہلے خدا تعالےٰ کی زمین پر عبادت کرنے کے لئے ایک گھر بنایا تھا جو اب تک موجود ہے جس کو کعبہ کہتے ہیں۔

ساری دنیا کے مسلمان اسی کعبہ کیطرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور ہر سال ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں اسکی زیارت کرنے کے لئے مکہ معظمہ جا کر جمع ہوتے ہیں۔

اس کی زیارت ہر صاحب حیثیت مسلمان پر فرض ہے اس زیارت کو حج کہا جاتا ہے اور جو مسلمان اس کی زیارت کر آتا ہے حاجی کہلاتا ہے۔

خدا تعالےٰ اپنے اس گھر پر رات دن رحمت برساتا رہتا ہے۔

حضرت اسمٰعیلؑ اور اُن کی نسل

حضرت ابراہیمؑ خدا تعالےٰ کے بہت برگزیدہ پیغمبر ہو گذرے ہیں۔ ان کو خدا تعالےٰ نے بڑے شوق کے بعد ایک لڑکا عطا فرمایا تھا جنکا نام حضرت اسمٰعیلؑ تھا

حضرت ابراہیمؑ کی اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل سے بڑی محبت تھی

مگر خدا تعالےٰ نے آزمائش کے لیۓ حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا تھا کہ اپنے پیارے بیٹے اسماعیلؑ کو میری راہ میں ذبح کر دیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے خدا تعالےٰ کے اس حکم کے سامنے سر جھکا دیا تھا اور حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کے لیۓ تیار ہو گئے تھے۔ مگر خدا تعالےٰ بڑے رحیم و کریم ہیں اس لیۓ حضرت اسماعیل کو ذبح ہونے بچا لیا تھا اور ان سے خوش ہو کر ذبیح اللہ کا لقب دیا تھا۔

(۲) خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلعم بھی حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کی اولاد سے ہیں۔

ہم مسلمان جو عید قربان مناتے ہیں اور بکریاں وغیرہ ذبح کرتے ہیں یہ اس روز کی یاد سالگرہ ہوتی ہے جس روز ہمارے آقا حضرت محمد صلعم کے دادا حضرت ابراہیم سے بیٹے کی قربانی کا امتحان لیا گیا تھا۔

(۳) حضرت اسماعیلؑ نے شہر مکہ کو اپنا مسکن بنایا تھا اور اپنی شادی بھی مکہ کے ایک قبیلہ کی لڑکی سے کی تھی۔ ان کی اولاد بڑھی پھولی۔ آپ کی اولاد کو قریشی کہا جاتا ہے۔

ان قریشیوں کے عرب میں کئی قبیلے ہو گئے تھے سب سے ممتاز قبیلہ بنی ہاشم کا تھا اسی قبیلے سے خدا کے پیارے نبی حضرت محمدؐ صلعم پیدا ہوئے۔

رسولِ کریم صلعم کا قبیلہ عرب میں بہت برگزیدہ اور شریف تھا۔ اس لئے خانہ کعبہ کی کنجیاں بھی اسی قبیلہ کے پاس رہا کرتی تھیں

پیارے نبیؐ کے پیدا ہونے سے پہلے عرب کی حالت

پیارے نبیؐ کے آنے سے پہلے عرب کے اکثر قبائل بُت پرستی کیا کرتے تھے اور ہر قبیلہ نے اپنا الگ بُت بنا رکھا تھا حتیٰ کہ اس خانہ کعبہ میں جس کو حضرت ابراہیمؑ نے فقط اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنایا تھا۔ تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے۔

اس کے علاوہ بعض لوگ آگ کی پوجا کیا کرتے تھے ان کا عقیدہ یہ تھا کہ آگ خدا کی قدرت کا نور ہے جو ظاہر ہو رہا ہے ایک فرقہ سورج، چاند اور ستاروں کی پرستش کرنے والوں کا تھا۔ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے انہی کی تاثیر سے ہوتا ہے ان کے مذہبی پیشوا کاہن کہلواتے تھے۔ اور نجوم کے احکام لگاتے تھے اور جنات وجادو کے عمل کا دعویٰ کرتے تھے۔

ان کے سوا بعض اہل عرب یہودی یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیرو تھے اور بعض عیسائی یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ماننے والے تھے، ان کو اہل کتاب کہا جاتا تھا۔

کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت اور عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی تھی مگر ان لوگوں کے عقائد میں فرق آگیا تھا، خدا تعالےٰ کی عبادت کی بجائے یہ لوگ گرجوں میں بُت بنا کر رکھتے اور ان کے آگے سجدے کیا کرتے تھے۔

(۲) پیارے بچو! ایسے لوگ اب بھی موجود ہیں، یہ ہمارے نبی کو نعوذ باللہ بُرا بھلا بھی کہا کرتے ہیں، لیکن ہم ان کے پیغمبروں کا بڑی تعظیم سے نام لیتے ہیں، ان کی عزت کرتے ہیں کیونکہ ہمارے پیارے نبی صلعم کا ارشاد ہے کہ خدا تعالےٰ کے برگزیدہ پیغمبروں کی تعظیم کرو، اس لئے ہم کسی برحق پیغمبر کو بُرا نہیں کہتے۔ بلکہ اگر کوئی ان پیغمبروں کی توہین کرے تو ہم ان سے خفا ہو جاتے ہیں

(۳) عرب کے لوگ بہادری میں بہت مشہور تھے مگر ان کی بہادری بُری جگہ صرف ہوتی تھی اور اس سے ان کے دلوں میں غرور پیدا ہو گیا تھا۔

اگرچہ وہ کسی غریب کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی خاطر مدارات کرتے تھے مگر دوسری طرف راہ چلتے مسافروں اور قافلوں کو لوٹ لینا اُن کا عام دستور تھا

اگر اِدھر ان میں قومی غیرت اور وفاداری بہت تھی، تو اُدھر

ادنے ادنے باتوں پر کٹ مرنا بھی روزانہ کا کھیل تھا، جہاں کسی قبیلہ کے کسی آدمی سے دوسرے قبیلہ کے کسی آدمی کو ذرا سا معمولی نقصان پہنچ جاتا، یا کسی معاملہ میں وہ یہ سمجھتے کہ ہماری بے عزتی ہوئی ہے، یا گھوڑ دوڑ کے مقابلہ میں ایک غیر قبیلہ کا گھوڑا آگے نکل جاتا، تو بس پھر ایسی خونریز لڑائیاں چھڑ جاتیں جن سے قبیلے کے قبیلے فناہ ہو جاتے تھے اور ایسی دشمنیاں صدیوں تک نہ مٹتی تھیں، غرضیکہ تمام ملک میں نفاق اور پھوٹ پھیلی ہوئی تھی۔

یہ لوگ اتنے سنگدل ہوتے تھے کہ اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں سے زندہ زمین میں گاڑ دیتے تھے۔ ان کا تمام وقت بُرائیوں میں صرف ہوتا تھا، ہمارے ملک کے ایک حقیقت بین شاعر مولانا الطاف حسین صاحب حالی نے ان کے چال چلن کے متعلق یہ نظم لکھی۔

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ　　ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ　　نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ

وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بے باک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے　　سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے　　تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے

بلند ایک ہوتا تھا گر واں شرارا
تو اُس سے بھڑک اُٹھتا ملک سارا

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا | کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا | کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا

یُونہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں
یُونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

عرب کی ایسی حالت پیارے نبیؐ کے ظاہر ہونے سے پہلے تھی جب حضورؐ منصب نبوت پر مامور ہوئے اور اسلام پھیلنے لگا تو حضورؐ اس زمانہ کو زمانہ جاہلیت کہا کرتے تھے۔

عرب کے قبائل جو ایسے خونخوار اور وحشی تھے ان کو راہ راست پر لانا، ان کو نیک بنانا ان کا رُتبہ دنیا کی دوسری قوموں سے بلند کرنا اور ان میں دین و دنیا کی سب خوبیاں پیدا کرنا فقط ہمارے پیارے نبی صلعم کا معجزہ ہے۔

پیارے نبیؐ کی تشریف آوری کے آثار

پیارے نبی حضرت محمدؐ صلعم جس سال پیدا ہوئے ہیں اُسی سال ایک عیسائی بادشاہ ابرہ نے مکہ پر چڑھائی کی جس کی فوج کے ہمراہ بہت

سے ہاتھی بھی تھے جن کو عربوں نے کبھی دیکھا تک نہ تھا۔

جب فوج لے کر مکہ سے دو تین منزل کے فاصلہ پر پہنچ گیا تو مکہ میں کہلا بھیجا کہ میں لوٹ مار کی غرض سے نہیں آرہا، بلکہ کعبہ کو گرانے کے لئے آرہا ہوں، تاہم اس کا اتنا زبردست لشکر دیکھ کر مکہ کے لوگ پہاڑوں میں جا کر چھپ رہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے گھر کی خود حفاظت کی اور پیارے نبی صلعم کی برکت سے ایک طرف سارے آسمان پر چڑیوں کے جھنڈ چھا گئے، جن کی چونچوں میں کنکریاں تھیں، انہوں نے وہ کنکریاں ابرہ کی فوج پر برسانی شروع کیں، خدا کی قدرت کہ وہ کنکری جس پر پڑتی وہ وہیں مر جاتا۔

دوسری طرف اسکی فوج میں چیچک کی وبا پھیل گئی، جس سے اس کی باقی فوج تباہ ہونے لگی۔ آخر وہ تنگ آکر بدحواس ہو کر بھاگ نکلا۔ اور خدا کا گھر صحیح وسلامت چھوڑ گیا۔

یہ خدا تعالےٰ کی ایک کھلی نشانی تھی کہ اب بہت جلد کعبہ کے سب سے بڑے محافظ پیدا ہونے والے ہیں۔

پیارے نبیؐ کی تشریف آوری

ہمارے آقا حضرت محمدؐ صلعم کی تاریخ ولادت ۹ ربیع الاول بروز

سوموار بمطابق ۲۰ر اپریل ۵۷۱ء ہے آپ اس تاریخ کو دنیا میں تشریف فرما ہوئے۔

(۲) آپ کے والد حضرت عبداللہ تجارت کی غرض سے ملک شام کی طرف ہوئے تھے پیارے نبی صلعم اس وقت ماں کے پیٹ میں تھے آپکے والد سفر سے واپسی کے وقت راستہ میں بیمار ہو گئے اور مدینہ کے نزدیک انتقال فرمایا، پیارے نبی صلعم پیدا ہونے سے پہلے یتیم ہو گئے

جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے دادا عبدالمطلب زندہ تھے اس لئے وہ آپ کے سرپرست بنے اور آپ کے دادا ہی نے آپ کا نام محمدؐ رکھا۔

پیارے نبی صلعم کے دادا حضرت عبدالمطلب خانہ کعبہ کے محافظ بھی تھے اور اپنے قبیلہ بنی ہاشم کے سردار بھی، اس لئے مکہ معظمہ کے لوگ آپ کی بڑی عزت کیا کرتے تھے۔

پیارے نبیؐ کی والدہ کا نام حضرت آمنہ تھا جو بہت نیک اور خدا رسیدہ بی بی تھیں، جب پیارے نبیؐ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ نے تین روز دودھ پلایا، اس کے بعد ابولہب جو پیارے نبیؐ کے چچا تھے کی لونڈی ثویبہ نے بھی کئی دن دودھ پلایا۔

دائی حلیمہ

عرب میں دستور تھا کہ دیہاتوں کی عورتیں امیر گھرانوں کے لڑکے شہروں سے پالنے کے لئے لے جایا کرتی تھیں چنانچہ انہی دنوں وہی عورتیں مکہ آئیں ان میں ایک بی بی حلیمہ بھی تھیں اتفاق سے ان کو کوئی بچہ نہ ملا۔

پیارے نبیؐ کی والدہ نے ان کو مقرر کرنا چاہا، مگر بی بی حلیمہ نے خیال کیا کہ یتیم بچے کو لے کر کیا کروں گی لیکن پھر خالی ہاتھ واپس جانا مناسب نہ سمجھتے ہوئے پیارے نبیؐ کو ساتھ لیتے گئیں، خدا کی قدرت کہ یہ دولت حلیمہ سعدیہ کے حصے میں لکھی ہوئی تھی انہیں کو ملی۔

حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دو سال دودھ پلایا اس کے بعد آپ کو ساتھ لے کر آپ کی والدہ کے پاس آئیں مگر ان دنوں شہر مکہ میں بیماری پھیلی ہوئی تھی، اس لئے آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو پھر دائی حلیمہ کے ساتھ واپس گاؤں بھیج دیا۔

پیارے نبیؐ حلیمہ سعدیہ کے پاس چار برس رہے آپ بی بی حلیمہ کی بہت عزت کرتے تھے کیونکہ وہ بھی ماں کی جگہ پر تھیں۔

والدہ کی وفات

پیارے نبیؐ صلعم کی عمر جب چھ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو ساتھ لے کر اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے گئیں جو مدینہ کے نزدیک مدفون تھے۔

حضرت آمنہ ایک مہینہ مدینہ میں مقیم رہیں، واپسی میں جب مقام ابواء میں پہنچیں، تو ان کا انتقال ہو گیا اور وہیں مدفون ہوئیں، پیارے نبیؐ کو مکہ لایا گیا۔

والدہ کی وفات کے بعد آپ کے دادا عبد المطلب نے آپ کو اپنے سایہ میں لے لیا، اور جدھر گئے آپ کو بھی ساتھ لے گئے۔

دادا کی وفات

پیارے نبیؐ کے دادا کی آپ سے بڑی محبت تھی ایک دفعہ آپ کے دادا سخت بیمار ہو گئے اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو آپ نے اپنے بیٹے ابو طالب کو جو پیارے نبی کے چچا تھے بلا کر کہا۔

"میں اپنے پوتے محمدؐ کی تربیت اور تمام تر نگرانی تمہارے سپرد کرتا ہوں"

ابو طالب نے باپ کے اس آخری حکم کے آگے خوشی سے سر جھکا

دیا اور اس دن سے ہمارے پیارے نبیؐ ابو طالب کی نگرانی میں آگئے۔

پیارے نبیؐ ابتدا ہی سے بیکار بیٹھنا پسند نہیں فرماتے تھے اس لئے جب آپ کی عمر نو دس برس کی ہوئی تو آپ دنیاوی کاموں میں اچھی طرح حصہ لینے لگے۔

ملکوں کی سیر

ابو طالب پیارے نبیؐ کے چچا تھے جن کے سپرد آپ کو آپ کے دادا نے کیا تھا وہ تجارت پیشہ آدمی تھے اور تجارت ہی کے ذریعہ ان کی گذران ہوتی تھی اس لئے وہ اکثر تجارت کی غرض سے دوسرے ملکوں میں جایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ انہوں نے اپنا تجارتی مال لے کر باہر ملکوں میں جانے کا ارادہ کیا لیکن سفر کی تکلیف کی وجہ سے پیارے نبیؐ کو ساتھ لے جانا مناسب نہ سمجھا مگر پیارے نبیؐ کو ابو طالب سے اس قدر محبت تھی کہ جب ابو طالب روانہ ہونے لگے تو آپ ان سے لپٹ گئے، اور ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی۔ ابو طالب نے آپ کو ناراض کرنا مناسب نہ سمجھا اور ساتھ لیتے گئے اس طرح آپ نے عرب کے

آس پاس کے ممالک کی خوب سیر کی ۔

شغل تجارت

پیارے نبیؐ بچپن ہی میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ تجارتی سفر کر چکے تھے جن سے آپ کو ہر قسم کا تجربہ حاصل ہو چکا تھا اس لئے آپ نے گذر اوقات کے لئے تجارت شروع کی ۔

عرب کا دستور تھا کہ جب تاجر لوگ باہر ملکوں میں تجارت کے لئے جایا کرتے تو شہر کے اکثر اصحاب اپنا اپنا مال بھی ساتھ فروخت کے لئے روانہ کر دیتے تھے یہی واقعہ پیارے نبیؐ کو پیش آیا ۔

مکہ معظمہ میں ایک امیر اور عزت والی بی بی جن کا نام خدیجہ تھا رہتی تھیں ، پہلے انہوں نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کی تھیں مگر دونوں شوہر مر چکے تھے اس لئے انہیں اب تجارتی کاروبار کے چلانے کے لئے ایک ایماندار شخص کی ضرورت تھی ان دنوں مکہ میں پیارے نبیؐ کی سچائی ، خوش اخلاقی ، بردباری ، رحمدلی ، اور دیانتداری کا چرچا ہو رہا تھا ۔ لوگ آپ کو امین اور صادق کے القاب سے سرفراز کرتے تھے ۔

جب بی بی خدیجہ نے پیارے نبیؐ کے حالات سُنے تو کہلا بھیجا

کہ آپ میرا مال لے کر تجارت کے لئے باہر ملکوں میں جائیں دوسرے لوگوں سے آپ کو دوگنا معاوضہ دوں گی۔

پیارے نبیؐ نے بی بی خدیجہ کی یہ پیش کش اپنے چچا کے مشورہ سے قبول کر لی اور کئی دنوں کے بعد آپ بی بی صاحبہ کا مال لے کر روانہ ہو گئے، اس سفر میں آپ کو تجارتی مال سے بہت نفع ہوا۔

پیارے نبیؐ جب سفر سے واپس آئے تو بی بی صاحبہ کو ایک ایک دمڑی کا حساب سمجھا کر دے دیا۔ بی بی خدیجہ آپ کی ایمانداری سے بہت خوش ہوئیں اور بڑے سوچ و غور کے بعد آپ کو نکاح کا پیام بھیج دیا۔

شادی

پیارے نبیؐ نے اس معاملہ میں اپنے چچا ابو طالب سے مشورہ لیا انہوں نے اس رشتہ سے اتفاق کیا، آخر بی بی خدیجہ سے پیارے نبیؐ حضرت محمدؐ صلعم کی شادی ہو گئی۔

شادی کے وقت پیارے نبیؐ کی عمر پچیس برس اور بی بی خدیجہ کی عمر چالیس برس تھی۔ بی بی خدیجہ کو پیارے نبیؐ سے بہت اُنس تھا آپ کی خاطر تواضع میں آپ نے کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی تھی، بی بی

صاحبہ آخری دم تک آپ کی خدمت کرتی رہیں۔

ہمارے پیارے نبیؐ کو بھی بی بی صاحبہ سے بہت محبت تھی جب تک بی بی صاحبہ زندہ رہیں آپ نے دوسری شادی کا نام تک نہ لیا۔

بی بی خدیجہ نے پیارے نبی کی خدمت کے لئے ایک غلام وقف کر دیا تھا جس کا نام زید تھا لیکن آپ کسی کو غلام بنا کر رکھنا پسند نہیں فرماتے تھے اس لئے اُسے آزاد کر دیا۔

یہ غلام آزاد تو ہو گیا مگر آپ کی صحبت کو چھوڑنا اُسے ناگوار گذرا۔ اس لئے تمام عمر آپ کے پاس رہا، آپ بھی اُسے بہت چاہتے تھے

پیغمبری پر مبعوث ہونا

پیارے نبیؐ صلعم کو ابتدا ہی سے بتوں کی پُوجا کرنے، اُن پر چڑھاوے چڑھانے اور اُن کے آگے سجدے کرنے سے سخت نفرت تھی، آپ جب لوگوں کو ایسا کرتے دیکھتے تو دل میں دعا مانگا کرتے کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت بخش کیونکہ وہ بھولی ہے، نادان ہے اور نہیں جانتی کہ حقیقی عبادت کا حقدار تو ہی ہے۔

پیارے نبیؐ تنہائی گوشہ نشینی اور خدا کی عبادت کو پسند کیا کرتے

تھے جوں جوں پیغمبری پر مبعوث ہونے کا زمانہ قریب آتا گیا آپ کی طبیعت کا میلان عبادت کی طرف زیادہ بڑھتا گیا۔

جب آپ کی عمر چالیس برس کے قریب ہوئی تب آپ پہلے سے بھی زیادہ وقت کوہ حرا کے غار میں یاد الٰہی اور غور و فکر میں گذارنے لگے آپ کو خدا تعالیٰ کی عبادت سے اتنا لطف آتا تھا کہ کئی کئی دن اسی غار میں رہا کرتے تھے۔

اسی زمانہ میں آپ کو عجیب عجیب خواب دکھائی دیتے تھے جو کچھ آپ کو خواب میں نظر آتا اُسی طرح دن کو پیش آتا تھا۔

پہاڑوں چٹانوں اور درختوں کے پتوں سے آپ کو یہ آوازیں سنائی دیتی تھیں کہ اے محمد صلعم اس کام کو کرو جس کیلئے تم پیدا کئے گئے ہو۔

وحی کا نازل ہونا

رمضان شریف کا مُبارک مہینہ (جس میں سب مسلمان روزے رکھتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں) کے آخری ایام میں رات کے وقت اسی غارِ حرا میں ایک فرشتہ جس کا نام جبرئیلؑ ہے حاضر ہوا، یہ فرشتہ وہی تھا جو خدا کے ہر حق نبی کے پاس خدا تعالےٰ

کا پیغام لے کر آیا کرتا تھا، اور اب ہمارے نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا۔

اے محمدؐ صلعم آپ خدا کے آخری پیغمبر ہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ فرمان بھیجا ہے آپ اس کو پڑھیں۔ پیارے نبیؐ نے فرمایا کہ میں تو پڑھنا نہیں جانتا، جبرئیلؑ نے آپ کو سینہ سے لگا کر خوب دبایا اور کہا۔

اے پیغمبر خدا آپ خدا کا نام لے کر پڑھیئے جس نے ہر شئے کو پیدا کیا۔ اور جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھیئے آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا اور انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی، جن کو وہ نہ جانتا تھا۔

یہ کہہ کر جبرئیلؑ غائب ہو گئے اور پیارے نبیؐ سیدھے گھر تشریف لائے اور تمام ماجرا بی بی خدیجہ کو سنایا، بی بی خدیجہ صاحبہ سمجھ گئیں کہ خدا کے آخری نبی کے کی جو بشارت ہر آنے والے نبی کو دی گئی تھی۔ وہ یہی ہیں جن کا پیارا نام محمدؐ ہے

بی بی خدیجہ کا ایمان لانا

بی بی صاحبہ نے یہ ماجرا سنتے ہی کہا کہ آپ خدا کے برحق پیغمبر ہیں

میں آپ پر ایمان لاتی ہوں اور اسلام قبول کرتی ہوں، بے شک اللہ ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں اور آپ اس کے رسول مقبول ہیں

بی بی خدیجہ سب سے پہلے ایمان لائیں اسلئے خدیجۃ الکبریٰ یعنے بزرگ خدیجہ کہلائیں۔

اصحاب کا ایمان لانا

ابو طالب کے بیٹے حضرت علیؓ جن کی عمر گیارہ سال تھی پیارے بنی پر ایمان لائے۔ حضرت علی کے بعد زید بن حارث جو پیارے بنیؐ کے آزاد کردہ غلام تھے، مسلمان ہوئے، پھر حضرت ابوبکرؓ و حضرت عثمانؓ جو مکہ کے دولتمند شخصوں میں گنے جاتے تھے، مسلمان ہوئے اس کے بعد چند اور اصحابی بھی حضور پر ایمان لائے۔

قریبی رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت

پیارے نبی صلعم چپکے چپکے مکہ والوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے مگر بعد میں خدا تعالےٰ نے حکم دیا کہ اے محمدؐ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ، اس حکم کے ماتحت آپ نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کے لئے ایک ضیافت کا سامان کیا اور سب کو بلایا۔

جب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا، کہ قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا اور کوئی خدا نہیں اور میں اس کیطرف سے تمہارے لئے اور تمام مخلوق کے لئے رسول مبعوث ہوا ہوں۔ قسم ہے خدا کی کہ تم مرجاؤ گے جیسے نیند میں چلے جاتے ہو اور پھر اُٹھائے جاؤ گے جیسے نیند سے جاگ اُٹھتے ہو، جو عمل کرتے ہو اس کا حساب دینا ہوگا نیکی کا بدلہ نیکی اور بدی کا عوض بدی ہوگا یہ نعمت خدا کی طرف سے تمہارے لئے لایا ہوں کون سا شخص تم میں سے میری پیروی کرے گا، اور میری کہی ہوئی باتوں پر عمل کرے گا۔

سوائے حضرت علیؓ کے باقی قبیلہ کے تمام لوگ ہنستے ہوئے گھروں کو چلے گئے اور کوئی اسلام نہ لایا۔

ظاہری دعوتِ اسلام

اس کے بعد پیارے نبیؐ کھلم کھُلا اسلام کا وعظ فرمانے لگے اور ہر طرح سے مکہ کے مشرکین کو سمجھانے لگے مگر قریش شرک اور بُت پرستی سے باز نہ آئے بلکہ اپنے بتوں کی بُرائی سُنکر سخت برہم ہوئے اور روز بروز پیارے نبی کی مخالفت پر کمربستہ ہوتے گئے۔

مصائب کا دور

مکہ کے جو غریب لوگ مسلمان ہو گئے تھے ان پر قریش نے ظلم کرنا شروع کر دیا، ان کو گرم ریت پر لٹایا گیا، بھوکا پیاسا رکھا گیا اور مار مار کر آدھ موا کیا گیا تاکہ یہ دین اسلام سے منحرف ہو کر پھر کسی طرح بُت پرست بن جائیں۔

خود خدا کے آخری نبی حضرت محمد صلعم کو سخت سے سخت اذیتیں پہنچائی گئیں، آپ پر پتھر پھینکے گئے، نجاستیں گرائی گئیں، راستے میں کانٹے ڈالے گئے۔ مگر جب ان باتوں سے بھی کچھ نہ ہوا تو سب مل کر چچا ابو طالب کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے بھتیجے محمدؐ سے کہدو کہ وہ ہمارے بُتوں اور ہمارے رسم و رواج کو بُرا نہ کہے ورنہ ہم اسے (نعوذ باللہ) قتل کر ڈالیں گے۔

ناچار ابو طالب حضرت محمدؐ کے پاس آئے اور کہا، کہ قریش ایسا کہتے ہیں اور فساد کا اندیشہ ہے، بہتر یہی ہوگا کہ آپ ایسی باتیں نہ کہیں جو ان کو ناگوار گذریں۔

پیارے نبیؐ نے فرمایا کہ اے چچا اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی میں حق کی بات